اس جھاڑ پھونک کا کیا حکم ہے۔ غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کروانے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر جھاڑ پھونک خدائے تعالیٰ کے اسماء، قرآن کی آیات و سورتوں سے یا احادیث وغیرہ سے صحیح عقائد رکھتے ہوئے کیا جائے یا کرایا جائے تو درست ہے۔ منتر و اشلوک سے یا غیر مسلم دیوی دیوتاؤں کے نام سے جھاڑ پھونک کرتے ہیں اس کو نہیں کرنا چاہیے۔

س: فی زمانہ جب کہ بے پردگی عام ہو رہی ہے، بے پردہ غیر مسلم عورتوں سے پردہ کرنے میں سخت دشواری پیش آ رہی ہے۔ ایسی صورت میں غیر مسلم بے پردہ عورتوں سے مسلمان عورتوں کے پردہ نہ کرنے کی کہاں تک گنجائش ہے۔

ج: بلا ضرورت ان کے سامنے بھی اپنے جسم کو نہ کھولیں۔ عورتوں کو سوائے دونوں ہاتھ چہرہ اور ٹخنوں تک، دونوں پیروں کے اپنے پورے جسم کو چھپائے رکھنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ ستر ہے۔ اور ستر کا بلا ضرورت کھولنا درست نہیں۔ سر کے بالوں کا کہنیوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ جو حضرات دین دار کہلاتے ہیں ان کے یہاں بھی اس کا خیال عام طور پر نہیں کیا جاتا۔ جو مرد گھر کے اندر آتے ہیں کہ جن سے کسی مجبوری کی وجہ سے پردہ نہیں ہو سکتا ان کے سامنے بھی عورتیں اپنے سر کو کھولے رہتی ہیں۔ یہ گناہ ہے۔ اس کا خیال کرنا ضروری ہے۔

س: بعض لوگ کہتے ہیں کہ صفر کا مہینہ منحوس مہینہ ہے اس میں شادی بیاہ کرنا

(باقی صفحہ ۳۸ پر)

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر نے تنویر پریس باغ گونگے نواب میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا۔

ماہنامہ لکھنؤ

رضوان

RIZWAN

MONTHLY

LUCKNOW India

۲۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

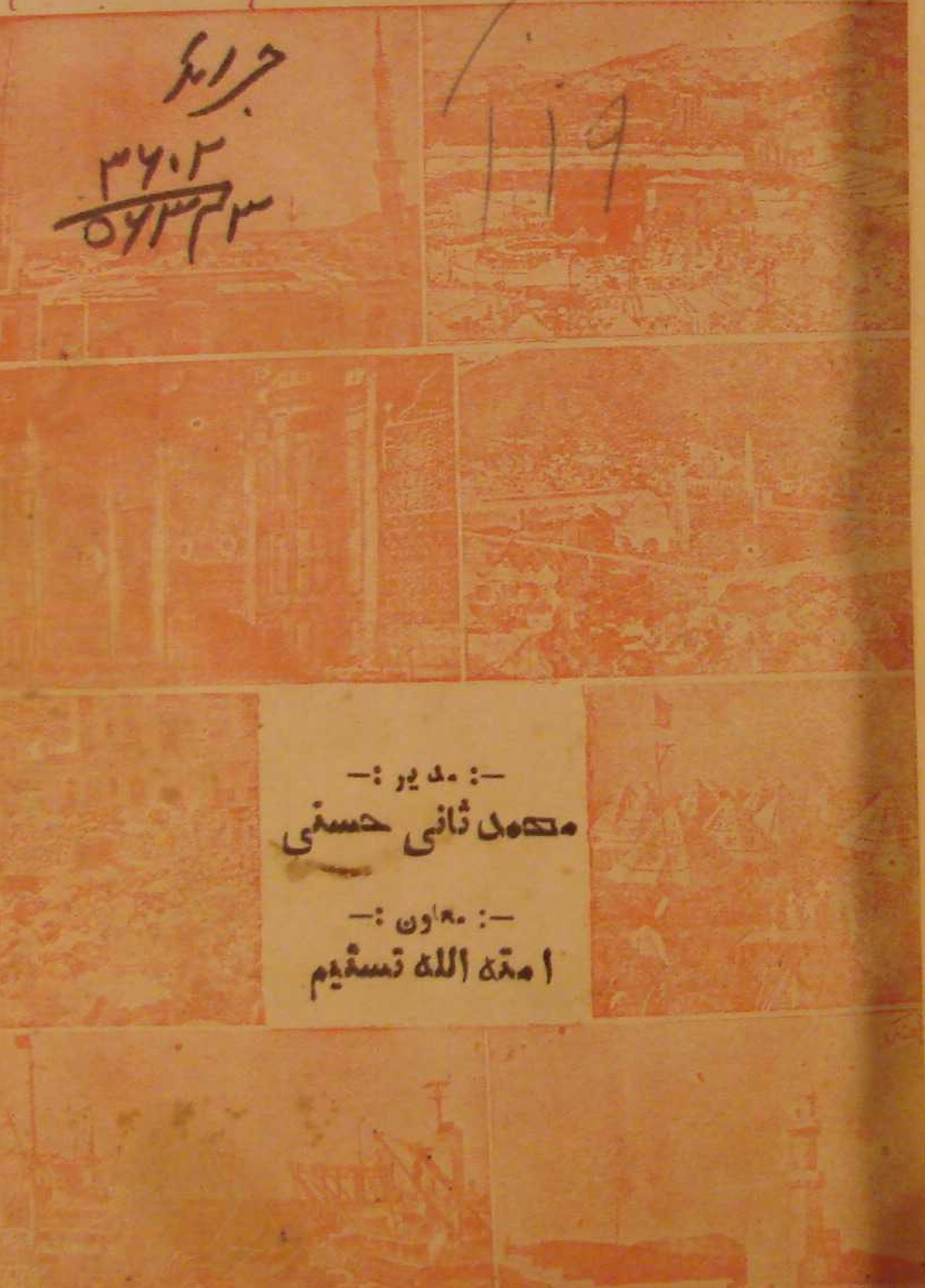

—: مدیر :—

محمد ثانی حسنی

—: معاون :—

امۃ اللہ تسنیم

R. No. 2416/57

Regd. L. 197

رضوان RIZWAN

MONTHLY LUCKNOW India ۲۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

فون نمبر ۲۹۱۷۳

تیل کا تیل دوا کی دوا

ہر موسم میں استعمال کیلئے

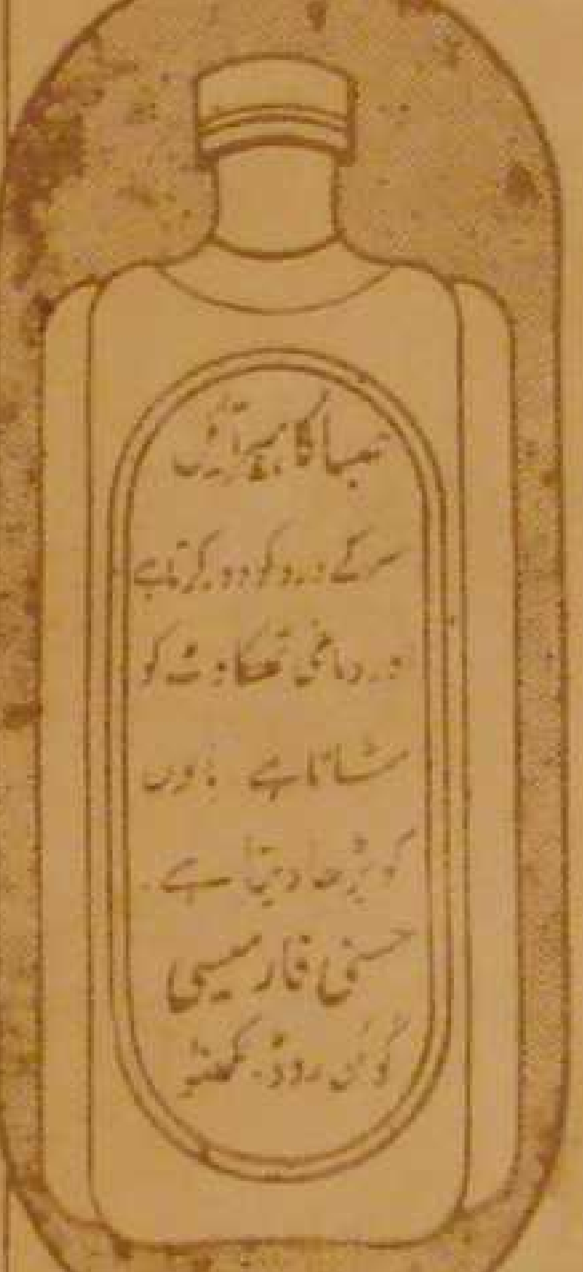

صبا کا ہیر آئل

صبا کا ہیر آئل

صبا کا دور کرتا ہے تھکاوٹ | مٹا دیتا ہے دردِ سر صبا کا
صبا کا بال کو رکھتا ہے کالے | بڑھا دیتا ہے بال اکثر صبا کا
صبا کا دل کو پہونچاتا ہے فرحت | ہے خوشبودار خوش منظر صبا کا
صبا کا کو لگائیں مرد و زن سب | کہ سب تیلوں سے ہے بڑھکر صبا کا
صبا کا ہے ہیر آئل دوا بھی | ضرورت ہے کہ ہو گھر گھر صبا کا

صبا کا کو خرید و اور لگاؤ

لگانا سر پہ ہے بہتر صبا کا

قیمت: دو روپیہ پچاس پیسے

تیار کردہ: حسنی فارمیسی گوئن روڈ لکھنؤ

only cover printed at Sarkar Press Lko

January 1974

119

رضوان

لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

جلد ۱۸ | مارچ ۱۹۷۴ء مطابق صفر المظفر ۱۳۹۴ھ | نمبر ۳

مدیر
محمد ثانی حسنی
معاون
امۃ اللہ تسنیم

فی پرچہ ۸۰ پیسے
سالانہ چندہ ہندستان میں ۸ روپے
ممالک غیر بحری ڈاک سے ایک پونڈ

○ اگر دائرہ میں سرخ نشان ہے تو آپ کا بھیجا ہوا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ دینی خدمت جاری رہے تو مبلغ آٹھ روپے منی آرڈر سے ارسال فرما دیجئے یا لکھ دیجئے ورنہ اگلا پرچہ وی پی سے ارسال ہوگا جس میں آپ کو ایک روپیہ بیس پیسے زیادہ دینا ہونگے منی آرڈر کوپن یا خط میں اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔

منیجر ماہنامہ رضوان لکھنؤ

کیا اور کہاں

ہماری بات	محمد ثانی حسنی	۳
قرآن مجید آپ سے مخاطب ہے	محمد الحسنی	۵
ارشاداتِ رسول	محمد ثانی حسنی	۷
پاکیزہ ہستی (نظم)	واصف خلیل	۱۰
ایک مثالی خاتون	مولانا شمس الحق ندوی	۱۲
گلبانگ سحر (نظم)	عقیل رحمانی	۱۸
ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے	ادارہ	۱۹
توزیہ اور فرزانہ	انجم غوث	۲۲
گدایان کوئے حرم (نظم)	زائر حرم حمید صدیقی	۲۸
جہاں نما	سید سلمان	۲۹
ٹیونس	حفظ الرحمٰن الاعظمی	۳۱
تہذیب و معاشرت	ہارون رشید صدیقی	۳۴
مزیدار باتیں	مولانا مقبول احمد سیوہاروی	۳۷
سوال و جواب	مولانا خطیب احمد ندوی	۳۹

ہماری بات

مدیر

ایک دن مغرب کے قریب میرے قریبی مکان میں ایک بہت چھوٹی سی بچی اپنی توتلی زبان سے ایک بہت ہی فحش فلمی شعر پڑھ رہی تھی میرے کان کھڑے ہو گئے اور میں نے تعجب اور حیرت سے وہ شعر سنا۔ اس سے زیادہ حیرت اور تعجب اس پر ہوا کہ اس کے قریب ہی کئی عورتیں بیٹھی تھیں جو اس سے بار بار فرمائش کر رہی تھیں (کہ بیٹا اچھا پھر پڑھو وہ پھر پڑھتی تھی)۔ وہ عورتیں ہنستی تھیں اور خوش ہوتی تھیں۔ اور ایک دوسری بہن سے کہتی تھیں کہ دیکھو بیٹا کیسا اچھا پڑھتی ہے۔ دوسری عورتیں اس بچی کے پڑھنے کے انداز اور توتلی زبان سے خوش ہوتی تھیں۔ اور داد دیتی تھیں۔ میں جانے کس خیال میں ڈوب گیا؟

میں سوچنے لگا کہ اخلاقی قدریں کتنی بدل گئی ہیں۔ مسلمان گھرانوں کا اخلاق کتنا پست ہو گیا ہے۔ حیا و شرم کی چادر کتنی بوسیدہ اور پھٹ چکی ہے۔ خدا کا خوف اور لحاظ کتنا مدھم ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمان خاندان جن کی عورتیں اب سے چند سال پہلے عفت مآب کہی جاتی تھیں، اخلاقی اور دینی حیثیت سے کتنے دیوالیہ ہوتے جا رہے ہیں۔ جن مسلمان بچوں کو سوتے وقت بزرگوں

کے قصّے سنائے جاتے تھے اور دینی حمیّت اور اسلامی شان و شوکت کو دلوں میں بٹھایا جاتا تھا۔ ان بچوں کو اب بداخلاقی، بے دینی، بے حیائی کا مجسمہ بنانے کی فکر کی جا رہی ہے۔ وہ بچے جو پہلے اپنی توتلی زبانوں سے کلمہ طیبہ پڑھ پڑھ کر اور اللہ و رسول کا نام لے کر اپنی ماؤں کے دل خوش کرتے تھے۔ اور دینی و اخلاقی کلمات سے ماؤں کی آنکھوں سے خوشی و مسرت کے محبت کے آنسو نکل پڑتے تھے۔ آج انھیں مسلمانوں کے بچے فلمی گیت، فحش کلمات اپنی توتلی زبان سے نکالتے ہیں تو مائیں مارے خوشی کے پھولی نہیں سماتیں۔ اس انقلاب زمانہ اور گردش روزگار پر جتنا بھی رویا جائے کم ہے اور غم و افسوس کے جتنے آنسو بھی آنکھوں سے نکلیں تو تعجب و حیرت کی بات نہیں بلکہ اس حمیت دینی پر رشک آنا چاہیے۔

حقیقت میں یہ قصور بچوں کا نہیں بلکہ ان کے ماں باپ کا ہے وہ جس طرح زندگی گزاریں گے جن کلمات کے نکالنے کے وہ عادی ہوں گے۔ اسی کا اثر ان کے معصوم بچوں کے دل و دماغ پر پڑے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بچہ اپنی صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اس کو یہودی و نصرانی بنا دیتے ہیں۔ اس لیے ماں باپ کو ڈرنا چاہیے۔ اور ان کو اپنی زندگی سنوارنا چاہیے۔ ورنہ اولاد کی خرابی کے وہی ذمہ دار ہوں گے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی سے کون مسلمان ہے جو ناواقف ہوگا وہ ایک بڑے دارالعلوم کے مہتمم ا[ور] ایک

ان کی اصلیہ محترمہ کا ۵ فروری کو انتقال ہو گیا

قرآن مجید

آپ سے مخاطب ہے

محمد الحسنی ایڈیٹر البعث الاسلامی

یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظنّ ......

...... اِنَّ اللہ توّاب الرّحیم (سورہ حجرات آیت ۱۲)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بہت سے گمان سے بچو، کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں، اور سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے۔ کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

ان آیات میں اللہ نے مسلمانوں کو ایک بہت اہم بات کی طرف متوجہ کیا ہے جس پر ان کی دینی و اخلاقی زندگی کا انحصار ہے اور وہ ہے بدگمانی، تجسس، غیبت و بدگوئی۔

ہمارے موجودہ معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تین کمزوریاں اس کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں۔ اگر یہ تین باتیں درست ہو جائیں تو پورا معاشرہ درست ہو جائے۔ قیاس کرنا اور محض اندازہ اور اٹکل سے کسی فرد یا جماعت کے متعلق

رائے قائم کرلینا بظاہر ایک سیدھی سادھی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن قرآن مجید نے بعض گمانوں کو "گناہ" قرار دیا ہے۔ اس لیے اس معاملے میں بہت احتیاط لازم ہے۔ اسی طرح کسی کی ٹوہ میں رہنا اور اس کے عیب کے پیچھے پڑنا اور اس سے دلچسپی لینا ہمارے موجودہ معاشرہ میں پوری طرح موجود ہے۔

تیسری چیز غیبت ہے۔ جس سے آج کوئی مستثنیٰ نہیں۔ الا ماشاء اللہ حالانکہ بہت سے علماء نے غیبت کو کبائر میں شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کو قرآن مجید میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے۔ جس کے بعد شناعت کا کوئی درجہ نہیں۔

ایک صحابی کے سوال پر کہ غیبت کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا اپنے کسی بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جس سے اس کو ناگواری ہو (بس یہی غیبت ہے) کسی نے عرض کیا کہ حضرت اگر میں اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی ذکر کروں جو واقعتاً اس میں ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا، غیبت جب ہی ہوگی جب وہ برائی اس کے اندر موجود ہو۔ اگر اس میں وہ برائی اور غیبت موجود ہی نہیں ہے۔ (جو تم نے اس کی طرف نسبت کرکے ذکر کیا) تو پھر تو یہ بہتان ہوا (اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے) مسلم۔

قرآن مجید صرف عبادات کیلئے ہدایات نہیں دیتا، معاملات، اخلاقیات، سماجیات ہر چیز میں اس کی رہنمائی، روشنی مکمل اور مفصل ہے۔ ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان (ترجمہ: ہدایت ہے لوگوں کے لیے اور ہدایت کی کھلی کھلی نشانیاں اور قول فیصل جو حق و باطل میں تمیز کردے۔)

ارشاداتِ رسول

توحید و رسالت

محمد ثانی حسنی

حضرت ابوہریرہ یا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے زمانہ میں لوگوں کو بھوک اور فاقوں نے ستایا۔ تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم پانی لانے والے اپنے اونٹوں کو ذبح کرلیں پھر ان کو کھالیں۔ اور ان سے روغن بھی حاصل کریں۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا کرلو۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہوجائیں گی۔ البتہ لوگوں کو آپ ان کے بچے کھچے سامان کے ساتھ بلالیجئے پھر ان کے واسطے اللہ سے اسی میں برکت دینے کی دعا کیجئے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی میں برکت فرمادے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ہاں ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپ نے چمڑے کا بڑا دسترخوان طلب فرمایا۔ پس وہ بچھا دیا گیا۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے ان کا بچا کھچا سامان خوراک منگوایا۔ پس کوئی آدمی ایک مٹھی چنے کے دانے

لا رہا ہے کوئی ایک مٹھی کھجوریں لا رہا ہے۔ اور کوئی روٹی کا ایک ٹکڑا ہی لیے چلا آ رہا ہے۔ حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑی مقدار میں یہ چیزیں جمع ہو گئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر برکت کی دعا فرمائی، اس کے بعد فرمایا۔ اب تم سب اس میں سے اپنے اپنے برتن بھر لو۔ چنانچہ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے حتیٰ کہ لوگوں نے ایک برتن بھی نہ چھوڑا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ خوب سیر ہو گئے۔ اور کچھ فاضل بھی بچ رہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں، نہیں ہے کوئی بندہ جو بغیر کسی شک وشبہ کے کامل یقین کے ساتھ ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ کے سامنے جائے پھر وہ جنت سے روکا جائے۔

مطلب: اس حدیث میں توحید و رسالت کے متعلق آخر میں بیان کیا گیا ہے توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایک جانے کسی کو اس کا شریک نہ سمجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی جانے اور آپ کی لائی ہوئی دعوت ایمان قبول کرے۔ اور آپ کا لایا ہوا دین اسلام کو اپنا دین بنائے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ جو بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو مانے گا وہ قبول نہ کیا جائے گا۔ اس معاملہ میں حدیث بالا میں اس کی تشریح ہے کہ اس پر اس کو یقین بھی ہو شک اور شبہ کا سایہ بھی نہ پایا جائے اور اسی پر خاتمہ ہو تو یقیناً وہ جنت میں داخل ہوگا اور اگر کوئی شخص اللہ کی توحید کو مانتا ہے اور آپ کی رسالت

کو تسلیم کرتا ہے مگر دوسرے ایمان کے شعبوں کا انکار کرتا ہے۔ جیسے قیامت کا انکار کرے یا تقدیر کا منکر ہو۔ یا خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود بنائے اور اللہ کے صفات میں کسی غیر کو شریک کرے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کے ارکان کا منکر ہو تو وہ مومن نہ کہلائے گا۔ اور اس کے لیے جنت حرام ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۔ اداریہ

مرحومہ ایک صالح اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ ان کی نجات اور رفع درجات کے لیے یہ کافی ہے کہ بذات خود ایک دیندار با اخلاق خاتون تھیں اور ساتھ ہی ساتھ ایک بڑے ذی علم شخصیت کی اہلیہ، ایک نوجوان صالح عالم کی والدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ رضوان حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، ان کے صاحبزادے مولوی سالم صاحب، ان کے بھائیوں اور ان کی بہنوں کو تعزیت پیش کرتا ہے۔

دنیا میں سکون اور آخرت میں ایمان حاصل کرنے کے لیے اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ احادیث نبوی کا ایک جدید انتخاب یعنی "معارف الحدیث" کا مطالعہ فرمایئے۔
قیمت جلد اول تا پنجم مجلد (پچاس روپے)
ملنے کا پتہ: مکتبۂ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

پاکیزہ بستی

واصف خلیل

جہاں ہے نور کا اک شامیانہ
جہاں پر ہے سجی بزم شہانہ
جہاں لعل و گہر کا ہے خزانہ
جہاں کا ہے مبارک ہر زمانہ

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں کی رات بھی دن سے منور
جہاں کا خار بھی گل سے ہے بہتر
جہاں ملتے ہیں جھک کر ماہ و اختر
جہاں کا ہر مکیں محبوب و دلبر

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں کی ہر گلی دار الشفا ہے
جہاں کا چپہ چپہ دلکشا ہے
جہاں کی دلنواز آب و ہوا ہے
جہاں کا لمحہ لمحہ جانفزا ہے

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں ہے اہل دل کی ایک بستی
جہاں معدوم ہے باطل پرستی
جہاں چھاتی ہے دل پر کیف و مستی
جہاں حاصل ہے حق کو بالادستی

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

جہاں ہوتا ہے دل سے دور کینہ
جہاں آتا ہے جینے کا قرینہ
جہاں ملتا ہے دل کو اک سکینہ
جہاں کا ذرہ ذرہ ہے نگینہ

مدینہ کی ہے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ہے برستی

زہے آرام گاہ شاہ لولاک
زہے وہ مرکز اصحاب ادراک
وہاں کا عالم پاک اور ہم خاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مدینہ کی ھے وہ پاکیزہ بستی
جہاں دن رات رحمت ھو برستی

ایک مثالی خاتون

اخوان المسلمین کے صدر شیخ حسن الھضیبی جن کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے ان کی اہلیہ کے چند ایمان افروز حالات عبدالحکیم واقدی کے قلم سے قارئین رضوان کے لئے

ترجمہ مولانا شمس الحق ندوی

وہ شوہر کو خوش و خرم، ہشاش و بشاش رکھنے کے لیے طرح طرح کے طریقے اختیار کرتیں۔ میری ہمشیرہ کو بغرض علاج قاہرہ جاتا تھا۔ میں اخوان کے مرشد عام سے ملنے کی غرض سے اسکندریہ جا رہا تھا۔ ان کو بھی ساتھ لے لیا۔ اتفاق سے جس موٹر میں جا رہا تھا۔ اس میں حسن الھضیبی کی اہلیہ اور ان کے تینوں بچے بھی تھے۔ اسکندریہ میں ہمارے رشتہ دار تھے۔ رہنے کی جگہ تھی۔ تاہم خالدہ ہضیبی نے میری بھولی بھالی دیہاتی بہن کو اپنی مہمانی میں رکھا۔ اور ایسے احترام و محبت کا معاملہ کیا کہ نہ کہئے۔ ڈاکٹر کو دکھانے کے علاوہ اور کہیں جانے کی اجازت نہ دی۔ ڈاکٹر کے یہاں جانا ہوتا تو اپنی تیرہ سالہ لڑکی کو ساتھ کر دیتیں۔

ایک ہفتہ میری ہمشیرہ وہاں رہیں۔ شروع کے تین دنوں میں حسن ہضیبی

بھی موجود تھے۔ اس کے بعد میری تحریک پر دعوتی کاموں پر چار دن کے لیے مصری ڈالٹا چلے گئے۔ اور مجھے چھوڑ گئے۔ کہ میں ہمشیرہ کے شفایاب ہونے تک رہوں اور ان کی اہلیہ کے علاج کے سلسلے میں ڈاکٹروں سے برابر رابطہ رکھوں۔ جو ان کے مخصوص دوستوں میں تھے۔ میری بہن پردے میں رہیں۔ سوائے ڈاکٹر کے یہاں جانے کے اور کسی وقت ملاقات نہ ہوتی۔

جب ہمشیرہ کو لے کر اسکندریہ سے ہم بذریعہ ٹرین واپس ہوئے تو انھوں نے اپنی دیہاتی زبان میں پوچھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ بھائی جان حسن ہضیبی کی اہلیہ کس خمیر کی بنی ہیں۔ کیا وہ فرشتوں کے خمیر سے بنی ہیں۔ جس میں انسانوں اور عورتوں کا مزاج ہی نہیں ہے۔

کیوں کیا بات ہے؟ میرے اس سوال پر وہ بولیں کہ شوہر کے ساتھ ان کے حسن برتاؤ سے میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ شروع کے تین دنوں میں جب وہ موجود تھے، ان سے اظہار محبت اور خوش رکھنے کا بڑا اہتمام کرتیں۔ حد یہ ہے کہ صبح جو لباس پہنے ہوتیں دوپہر کو اسے پہن کر ان کے سامنے نہ جاتیں بلکہ دوسرا پہنتیں۔ اسی طرح دوپہر کے لباس میں عصر کے وقت نہ جاتیں صبح کو انھیں رخصت کرتیں تو شام کو ان کے استقبال کے لیے بہتر سے بہتر جوڑا زیب تن کرتیں۔ اور یہ سب شرفاء کے وقار و معیار اور اہل کمال کے شعار کا آئینہ دار ہوتا۔ اور اوچھا پن اور چھچھورا پن نہ ہوتا۔ جب وہ نکلتے تو ہنسی خوشی رخصت کرتیں۔ لوٹتے تو اس بنتیں، سنورتیں جیسے نئی نویلی دولہن، اپنے ہم مزاج شوہر کے لیے سنگار کرتی ہیں۔ ان کی موجودگی میں تو یہ حال رہا لیکن

جب وہ چار دن کے سفر میں چلے گئے تو وہی کپڑا جو ان کو رخصت کرتے وقت پہنا تھا چار دن تک پہنے رہیں۔ نہ کوئی سنگار نہ آرائش، وضو و حوائج ضروریہ کے علاوہ پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔ مجھے چونکہ ان سے بڑا تعلق تھا اور بڑی عنایت فرماتے تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں میں نے وہ باتیں ذکر کیں جو بہن نے بتائی تھیں۔ اور ان سے عرض کیا کہ بڑھاپے کے وقت محبت و احترام کا یہ عالم ہے تو شباب میں کیا حال رہا ہوگا؟— میرے سوال سے ان کے چہرے پر فرحت و انبساط کی لکیریں ڈبنے اور ابھرنے لگیں۔ اور لطیف مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا۔

میاں میری شادی کے چالیس سال گزر رہے ہیں۔ اس مدت میں ہم دونوں میں الحمد اللہ چالیس سکنڈ کے لیے تکدر نہیں پیدا ہوا۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کے مزاج میں اصرار کا پہلو غالب ہے۔ پھر کیسے نبھی —؟

فرمایا۔ الحمد اللہ، انھوں نے خوشی خوشی سب کچھ گوارا کیا۔ سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انھیں میری خوشی اور سربلندی کا اتنا خیال تھا کہ انھوں نے عدالت میں میرے ساتھ کام کرنے والے وکیل نیابی کی۔ بیوی کو دیکھا کہ وہ فرانسیسی زبان جانتی اور بے تکلف بولتی ہیں تو انھیں یہ بڑی نامناسب بات معلوم ہوئی کہ ماتحت کی بیوی تو فرانسیسی بولے اور میں قاضی کی بیوی ہوکر نہ بولوں، یہ میرے شوہر کے لیے زیبا نہیں۔ چنانچہ ان پر ایسا غلبہ ہوا کہ انھوں نے چار بچوں کی ماں ہوتے ہوئے گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر فرانسیسی

سیکھنا شروع کر دیا اور چند مہینوں میں لکھنے بولنے پر قادر ہوگئیں۔ اور ضرورت پر مجھ سے [illegible] زبان میں بات کرتیں۔ شدید ترین حالات میں سخت مشکل و پریشانی میں بھی دامن صبر و رضا نہ چھوٹنے پاتا۔ اور نہایت عزم و حوصلہ کا ثبوت دیتیں۔

۱۹۵۴ء میں ایک مرتبہ حسن ہضیبی قید کر دیے گئے تو اس وقت کے وزیر کی اہلیہ ان کو اطمینان و تسلی دینے کی غرض سے ان کے پاس گئیں۔ ان کے ذہن میں تو یہ تھا کہ جب پہونچیں گی تو گھر میں رنج و غم کی فضا طاری ہوگی۔ یہ ہر طرح اطمینان و سکون دلائیں گی۔ اور تعاون کا سہارا دیں گی۔ مگر یہاں معاملہ بالکل برعکس تھا۔ جب یہ گھر میں داخل ہوئیں تو حسن ہضیبی کی اہلیہ نے بڑی بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ ان کے ساتھ صرف ان کی تینوں بچیاں تھیں۔ لڑکے سب جیل میں تھے۔

اس کے بعد وزیر کی اہلیہ نے انھیں تسلی دیتے ہوئے کہا' آپ فکر نہ کریں حسن بہت آرام سے ہیں۔ میرے شوہر آپ اور بچوں کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ فکر نہ کریں، اطمینان رکھیں وہ اپنی پوری کوشش اس پر صرف کر دیں گے کہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہونچے۔

ان کی یہ باتیں سن کر ان کا اور ان کے شوہر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ انھیں کس نے بتایا کہ ہم غمزدہ و پریشان ہیں۔ کہ ان کو ہمیں اطمینان دینے کی ضرورت پیش آئی۔ اگر عدالت میں ان پر بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا تو کیا بگڑ جائے گا۔ ان کی پوری زندگی قابل فخر کردار سے پر ہے۔ انھوں نے ایسے

چھپائے رکھا۔ حکومت اس کو ظاہر کر دے گی۔

نعیمہ حاتم نے مزید حیرت میں ڈالنے کے لیے کہا کہ باغیوں کی عدالت میں مقدمہ چلنے کا نتیجہ جانتی ہو کیا ہوگا۔؟

انھوں نے جواب دیا کہ کیا آپ مجھ کو اور میری بچیوں کو یہ یاد دلانا چاہتی ہیں کہ بحث سے پہلے احکامات صادر ہو جائیں گے۔ اور انجام پھانسی ہوگا۔ آپ شکریہ کے ساتھ وزیر موصوف کو بتا دیجیے۔ کہ حسن ہضیبی نے یہ جانتے ہوئے اخوان کی قیادت سنبھالی ہے کہ پیش رو شیخ حسن البناء کو برسرِ عام اچانک قتل کیا گیا ہے۔ ہضیبی نے یہ سمجھتے ہوئے ان کی خلافت کا بار اٹھایا ہے کہ ان کا انجام بھی یہی ہوگا۔ انھوں نے اور ہم سب نے اپنی جانیں خدا کے حوالے کر دی ہیں۔ اگر اللہ کی طرف سے ہمارے لیے شہادت مقدر ہے تو ہمیں اطمینان و سکون کا نمونہ پائیں گے۔ ہم اپنے کو خوش بخت ماجور جانیں گے۔ یہ باتیں کہہ کر وہ اپنی لڑکیوں کی طرف متوجہ ہو لیتیں اور پوچھا کہ تم کیا کہتی ہو ان سبھوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم بھی وہی چاہتے ہیں جو آپ۔

اسی طرح سے ملک سعود بن عبد العزیز کے نام ان کا خط بھی عجیب و غریب ہے۔ جو ملک کی سفارش پر حسن ہضیبی کی پھانسی کو قید بامشقت سے تبدیل کر دینے کے بعد لکھا تھا، خط پڑھ کر ـــــ ملک کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ انھوں نے لکھا تھا۔

ملک معظم ہم آپ کی نظر عنایت کے مشکور ہیں۔ مگر ہم آپ کو یہ بتلاتے ہیں کہ ہم نے دعوت و جہاد کا عہد و پیمان کیا ہے۔ ہضیبی خود شہید ہوں ـــ یا

طویل العمر ہوں، لیکن جنگ کی چکی رکنے کی نہیں۔ اس لیے کہ فی الحقیقت یہ ہضیبی اور جمال عبد الناصر کی جنگ نہیں بلکہ یہ حق و باطل، کفر و ایمان، ہدایت و گمراہی، جنود اللہ اور لشکر ابلیس کے مابین ازلی اور دائمی جنگ ہے۔ دعوت کا جھنڈا بلند ہو کر رہے گا اور اس کا کام برابر ہوتا رہے گا۔ چاہے اس کے لیے ہزاروں کو شہید کر دیا جائے تا آنکہ حق کو عروج حاصل نہ ہو جائے اور باطل سرنگوں نہ ہو جائے، چاہے مجرموں کو ناگوار ہو۔

یہی نہیں بلکہ اس وقت جبکہ قویٰ کمزور پڑنے لگے، پیری کے دن آ گئے امراض کی کثرت ہو گئی تو جیل بھی جانا پڑا۔ وہاں بھی صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا، انبساط و بشاشت سے اس کو گوارا کیا۔ اور کیوں نہ کرتیں کہ مردوں میں ان کے شوہر نے مثال قائم کی تو عورتوں میں انھیں ہونا چاہیے تھا۔

لکھنؤ کا مشہور و معروف خوشبودار خوش ذائقہ مفید صحت زردہ

رائل زردہ	اسپشل رائل زردہ	اکسٹرا اسپشل رائل زردہ
نمبر ۱۰۷ اور نمبر ۱۰۵		

ہمیشہ استعمال کیجیے

بنانے والے

رائل زردہ فیکٹری سعادت گنج لکھنؤ

گلبانگ سحر

عقیل رحمانی مالیگانوی

جو چاہتے ہو سعادت اٹھو نماز پڑھو
ہٹا دو پردۂ غفلت اٹھو نماز پڑھو

یہ چھوڑ دو نفس پرستی خدا پرست بنو
اگر ہو دین سے الفت اٹھو نماز پڑھو

ڈرو خدا کی پکڑ سے غلط روش چھوڑ دو
یہ ڈھیل دیتی ہے قدرت اٹھو نماز پڑھو

نبی کی آنکھ کی ٹھنڈک خدا کا حکم بجا ہے
بڑی عظیم ہے دولت اٹھو نماز پڑھو

کہا رسول نے معراج ہے یہ مومن کی
خدا سے ہوتی ہے قربت اٹھو نماز پڑھو

جو نیک بن کے خدا کی جناب میں پہنچو
تو دور ہو گی مصیبت اٹھو نماز پڑھو

خدا کے گھر میں ہے سب کچھ طلب اسی سے کرو
ہو جان و مال میں برکت اٹھو نماز پڑھو

جو عمر باقی ہے اپنی وہی غنیمت ہے
نہ بعد موت ہو حسرت اٹھو نماز پڑھو

ہماری آج ہے ترک نماز سے ذلت
اسی سے پاؤ گے عزت اٹھو نماز پڑھو

قبول ہوتی ہے وقت سحر دعا سب کی
کھلا ہے باب اجابت اٹھو نماز پڑھو

رضائے حق کے لیے مومنو کرو ہمت
نہاں اسی میں ہے عظمت اٹھو نماز پڑھو

جو چاہتے ہو قیامت میں رحمتِ عالم
کریں ہماری شفاعت اٹھو نماز پڑھو

نماز روکتی ہے ہر برائی سے عقیل
جو دیکھنا ہو صداقت اٹھو نماز پڑھو

★

ہر مسلمان مرد و عورت کیلئے

ادارہ

خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (مردوں کی صورت اور ان کا سا لباس بناتی ہیں) اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (لباس کی کاٹ چھانٹ اور چہرہ مہرہ کے اتار چڑھاؤ میں عورتوں کی نقل کرتے ہیں۔)

میری سہیلی نے مجھ سے سوال کیا۔

"بہن ابھی میری نئی نئی شادی ہوئی ہے، مجھے بتاؤ کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ کیسے راحت کی زندگی بسر کروں!" میں نے کہا "میری اسلامی بہن! یہ رہا تمہارے سوال کا جواب، لیکن یہ جواب میں نہیں دے رہی ہوں بلکہ اسلام کی ایک بلند اقبال نیک بندی کا جواب ہے۔ ان خاتون کا نام اسماء ہے۔ خارجہ فزاری کی صاحبزادی ہیں۔ جب ان کی بیٹی کا نکاح ہوا تو انھوں نے لخت جگر سے کہا:۔

بیٹی! تم اس آستانہ سے اب نکل رہی ہو۔ جس میں تم ہمارے سہارے چلتی تھیں۔ تم ایسے گھر جا رہی ہو جس سے ناواقف ہو۔ ایک ہم سفر اور

رفیق سے ملنے جس سے نامانوس ہو۔ اے میری نورِ نظر اس آسمان کے لیے فرش زمین بن جانا۔ اس کی باندی بن جانا تو وہ تمہارا غلام بن جائے گا۔ کسی بات پر اڑنا اور اصرار نہ کرنا، مبادا ناراضگی کا سبب ہو، دوری نہ اختیار کرنا۔ ورنہ وہ تمھیں بھول جائے گا۔ اگر وہ تمہارے قریب ہو تو تم بھی قریب ہونا۔ اگر دور ہو تو تم بھی دور رہنا۔ اس کی ناک، کان اور آنکھ کی رعایت اور لحاظ رکھنا، وہ سونگھے تو اچھی خوشبو سونگھے، سنے تو اچھی بات سنے۔ دیکھے تو حسن وجمال دیکھے۔" اس کے بعد میں تمھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد دلاتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو وہ عورت کو حکم دیتا، کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔" اگر عورت اپنے پانچوں اوقات کی نمازیں ادا کرے، اور ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جائے گی۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں جب زبان بھی لڑکھڑا رہی تھی، بات بھی صاف نہ سنائی دیتی تھی۔ اس وقت یہ تین کلمات فرمائے۔

"دیکھو نماز کی حفاظت کرو، نماز کی حفاظت کرو، اور جو تمہارے باندی اور غلام ہوں ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ عورتوں کے

بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ امانت پر تم نے انھیں لیا ہے۔ اور ان سے تمتع کو اللہ کے ذریعے تم نے حلال کرایا ہے۔

اعتدال، میانہ روی اور مساوات کی صراطِ مستقیم یہی ہے۔ جس کی نمائندگی اگر کسی مذہب نے کی تو وہ مذہب اسلام ہے۔

حقوقِ زن وشوہر میں ترازو کے دونوں پلے برابر ہوں، نہ جھکاؤ ہو نہ اٹھاؤ۔ دونوں کی کچھ ذمہ داریاں ہوں جس کے دونوں جواب دہ ہوں تلخی اور تیزی راہ نہ پائے۔ بتقاضائے بشریت اگر کوئی جھلائے تو دوسرا سمجھائے۔ اگر ایک سخت ہو تو دوسرا نرم پڑ جائے۔ یہ ہے اسلام کا طرۂ امتیاز۔"

آپ کے قلم کی شان
جی ہاں
روشنائی ڈان
کیا
آپ جانتے ہیں؟
شاندار تحریر، دل لبھانے والے حروف
اور چمکیلی لکھائی "ڈان انک" کا بے مثال کارنامہ ہے
بنانے والے:-
ڈان انک کمپنی، لکھنؤ۔ انڈیا
بلند معیار لکھنے میں پائدار ڈان انک

فوزیہ

اور

فرزانہ

دوسری قسط

ابو مرغوب

فرزانہ ایک عالی خاندان کی لاڈلی تھی۔ بہت ہی دین دار اور کھاتا پیتا خاندان، البتہ والد صاحب انگریزی تعلیم کے سبب انگریزی تہذیب سے متاثر تھے۔ فرزانہ کو بھی اسی ڈھرے پر چلایا، اگرچہ گھر اور خاندان والے ناک بھوں چڑھاتے اور چہ میگوئیاں کرتے رہے۔ مگر فرزانہ کو بی اے کرا کے چھوڑا۔

فرزانہ بہت ہی ذہین لڑکی تھی۔ وہ ہر امتحان میں فرسٹ ڈویژن لاتی رہی، اس نے ہائی اسکول میں بیالوجی لے رکھی تھی۔ اس کا رجحان ڈاکٹری پڑھنے کا تھا۔ جس سال وہ بی اے فائنل میں آئی، شکیل صاحب نے بی اے پریویس میں داخلہ لیا۔ شکیل صاحب سے اس کی پہلی ملاقات لائبریری میں ـــــ اس وقت ہوئی جب شکیل صاحب کا آئیڈینٹیٹی کارڈ (تعارفی کارڈ)

اس کو پڑا ہوا ملا۔ اور اس نے فوٹو سے شکیل صاحب کو پہچان کر سامنے رکھتے ہوئے پوچھا۔

مسٹر! یہ آپ کا کارڈ ہے؟

جی ہاں، میرا ہی ہے۔ تھینک یو ویری مچ، مسز! یہ آپ کو کہاں مل گیا؟ شکیل نے پوچھا۔

وہاں گیلری میں پڑا تھا۔ فرزانہ نے جواب دیا۔

فرزانہ نے بی اے کرنے کے بعد ڈاکٹری پڑھی اور ایک کامیاب ڈاکٹر بنی۔ بہت جلد اس کی کلینک مشہور ہو گئی، وہ بے پردہ اور مغرب زدہ ضرور تھی۔ اس کے سوچنے کا انداز بھی مغربی تھا۔ لیکن وہ مغرب کی کئی لتوں سے پوری طرح محفوظ رہی، اس نے شراب کو منہ تک نہ لگایا۔ نہ کلب کی زیارت کی نہ سینما کی عادی بنی ـــــ اور نہ غیر محرموں سے دوستانہ ہوا۔ ممکن ہے اس کی مشغولیت مانع رہی ہو۔ یا خاندانی شرافت، مگر بعض عیوب تو بہت ہی برے تھے۔ اس نے پوری طرح صحت مند ہونے کے باوجود شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پہلے تو چند پیغامات آئے لیکن جب اس نے بے تکلفی سے اپنی رائے کا اظہار کر دیا تو سب بیٹھ رہے۔ وہ اپنے مریضوں میں بے پردگی اور بچیوں کی آزاد تعلیم کی تبلیغ بھی کرتی تھی۔

بی کام کرنے کے بعد شکیل صاحب بنک میں ملازم ہو گئے، ایک روز اچانک والدہ کی طبیعت خراب ہو گئی، ڈاکٹر کو دکھانے کا مشورہ ہوا۔ وہ پردہ نشین خاتون تھیں۔ فرمایا "مجھے کسی لیڈی ڈاکٹر کو دکھلانا۔"

شکیل میاں پھوپھی کے ساتھ والدہ کو لکھنؤ لے آئے' اور دوستوں سے مشورہ کرکے فرزانہ کی کلینک پہونچ گئے۔ فرزانہ نے بہت ہی انہماک سے دیکھا نسخہ لکھتے وقت جب والدہ شکیل بتایا گیا تو اس نے شکیل صاحب کو غور سے دیکھا اور نسخہ دیتے ہوئے کہا۔

مسٹر شکیل! کیا آپ مجھے پہچان نہیں رہے ہیں۔؟

شکیل۔ میں تو پہلی بار آپ کو دیکھ رہا ہوں۔

فرزانہ: اور یونیورسٹی کی لائبریری میں آپ کو آئڈنٹیٹی کارڈ کس نے دیا تھا۔

شکیل۔ او، یس، معاف کیجئے گا، اب یاد آیا۔

فرزانہ: اچھا دیکھئے والدہ صاحبہ کو نمونیہ ہو گیا ہے۔ ان کو یہاں ۲ روز کے لیے چھوڑنا پڑے گا۔

شکیل: بہتر، پھوپھی جان ساتھ ہیں وہ رہ جائیں گی؛ اور مجھے تو گھر جانا ہوگا بہن گھر میں اکیلی ہے۔

فرزانہ: ہاں، ہاں آپ بے تکلف جاسکتے ہیں۔ کوئی زیادہ سیریس کیس نہیں ہے مگر دو دن میری نگرانی اور بروقت انجکشن وغیرہ ضروری ہیں۔

شکیل گھر چلا جاتا ہے' اور بینک جاتے وقت، دونوں وقت لینے آجاتا تیسرے دن والدہ کو گھر لے جانے کی اجازت ہو گئی۔ اس دوران فرزانہ کا شکیل کی والدہ اور پھوپھی سے خاصا تعلق بھی ہو گیا۔ اور اچھا تعارف بھی۔ روانگی کے وقت فرزانہ نے شکیل کی والدہ سے کہا۔

"بڑی بی، شکیل میاں کی شادی میں مجھے بھی بلائیے گا۔"

"ضرور بیٹا ضرور، اگر شکیل میاں کی شادی مجھ بڑھیا کے ہاتھوں خدا کو منظور ہے۔ تو بیٹی آپ کو بلانا ضرور ہے" شکیل کی ماں نے جواب دیا

شکیل کی شادی میں لیڈی ڈاکٹر فرزانہ کو دعوت نامہ ضرور گیا مگر وہ اپنی مصروفیت کی بنا پر شریک نہ ہو سکی۔ لیکن شادی کے بعد جلد ہی شکیل کے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔ اسی درمیان اس کو معلوم ہوا کہ شکیل کی بیوی ایک آزاد خیال لڑکی ہے اس لیے اس کا اشتیاق اور بڑھا چنانچہ اس نے شکیل کی ماں کو ایک خط لکھا جس میں اتوار کو حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اپنی ملازمہ کے ذریعہ بھجوا دیا۔

جمعہ کو ظہر کے بعد فوزیہ نے چائے اور معمولی ناشتہ کا سامان جوڑا۔ عصر سے فارغ ہو کر چائے تیار کر رہی تھی کہ مہمان عورتیں آگئیں' ان کے بیٹھنے کا انتظام پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ بہت تپاک سے ملتے ہوئے سب کو بٹھالا۔ والدہ شکیل نے مہمانوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا اور خیر خیریت پوچھنے لگیں'۔ اتنے میں چائے' ناشتہ آگیا' چائے پلا کر فوزیہ اور بانو بھی آ بیٹھیں اور باہم گفتگو شروع ہو گئی

فوزیہ: آپ حضرات کا بہت بہت شکریہ کہ خود زحمت کرکے اپنے دیدار سے شرف بخشا۔

مس کمال۔ یہ سب آپ کی کوشش کا نتیجہ ہے' ایک غلط رسم کے خلاف آپ جیسی نو عروس کی ہمت نے ہم لوگوں کو بہت ہی متاثر کیا۔

بقیہ مہمان (ایک ساتھ) بہن ہم لوگ تو حیرت میں رہ گئے اور آپ کی ہمت کا لوہا مان گئے۔

فوزیہ: اس میں تعریف کی کیا بات ہے یہ تو ہمارا فرض ہے۔

مس جمال۔ کچھ بھی ہو۔ آپ کا یہ فعل بہر طور قابل ستائش ہے۔

والدہ شکیل: بہنو! میری اس ننھی بیٹی نے تو میرا کلیجہ ہاتھ بھر کا کر دیا، اس نے تو وہ کیا جو ہمارا شکیل بھی نہ کر سکا۔ خدا اس کو سلامت رکھے۔

فوزیہ، بہنو! اگر ہم لوگ متحد ہو کر کام کریں تو ایسی تمام بیہودگیاں دور ہو سکتی ہیں اور ہمارا معاشرہ دین دار بن سکتا ہے۔

مس جمال۔ بہن میں تو پوری طرح تیار ہوں، میرے لائق جو کام ہو بتائیے۔

دوسری مہمان عورتیں (ایک ساتھ) ہم بھی تیار ہیں۔ بتائیے کس طرح اور کیا کام کیا جائے

فوزیہ: کام کا پہلا قدم تو تمام بہنوں سے رابطہ پیدا کرنا ہے پھر جن دینی کاموں میں کوتاہی ہے ان کی طرف دلسوزی سے توجہ دلانا، اتنے میں کسی نے زنجیر کھٹکھٹائی والدہ شکیل نے جا کر دیکھا تو ایک عورت ان کے نام خط لائی تھی، فوراً پڑھا۔ ڈاکٹر فرزانہ کا خط تھا۔ شادی میں شریک نہ ہو سکنے پر معذرت اور اتوار کو ۲ بجے گھر آنے نیز بیگم شکیل سے ملاقات کرنے کی اجازت مانگی گئی تھی۔ والدہ شکیل نے قاصد فوزیہ کے پاس آئیں اور خط دیتے ہوئے فوراً اس کا جواب لکھ دینے کا حکم دیا۔ شادی میں عدم شرکت پر شکایت پھر معذرت پر ندامت اور اتوار کی زحمت پر بڑی مسرت کا اظہار جواب میں لکھا گیا۔ قاصد نے وقت کی تنگی کا عذر کرتے ہوئے

چائے وغیرہ کے اہتمام سے منع کر دیا۔ صرف پان کھا کر روانہ ہو گئی۔

فوزیہ: (مہمانوں سے) کام کی شکل میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر پیر کو ظہر سے عصر تک کسی بہن کے یہاں ہم لوگ جمع ہوں، پڑوس کی بہنوں کو بھی جمع کر لیں۔ اس طرح گفتگو کریں کہ وہ دینی بات سننے پر آمادہ ہوں۔ جب پوری طلب پیدا کر لیں تو گفتگو کے ایک حصہ میں دینی کام اور اس میں تعاون کی اہمیت سامنے رکھیں دوسرے حصہ میں دین کی ضروری باتوں کی تعلیم کا سلسلہ چلائیں، یہ کام تو ہفتہ واری ہو اور روزانہ صبح کو ہم لوگ ایک ایک گھنٹہ فارغ کر کے جس طرح بھی ہو محلہ کی بچیوں کو جمع کر کے ان کو قرآن شریف اور ضروریات دین کی تعلیم دیں۔

مس طفیل۔ بہت بہتر۔ میرے نزدیک اب کی پیر کو آپ ہی کے یہاں ہم لوگ جمع ہوں۔

مس سہیل۔ ہاں بہن یہیں سے بسم اللہ ہو۔

سب نے تائید کی اور مس جمال نے کہا۔

اچھا بہن اجازت دو تاکہ مغرب گھر پر پڑھ سکیں۔ سب نے اپنے اپنے نقاب سنبھالے اور چل دیں۔ (چلتے ہوئے) السلام علیکم

جواب ملا۔ وعلیکم السلام، خدا حافظ۔

کیا آپ مسلمان ہیں" عجیب و غریب کتاب ہے، آپ پڑھیں اور متاثر ہوں یہ ناممکن ہے
قیمت حصہ اول و دوم مجلد ۶/۵۰
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

گدایانِ کوئے حرم

زائر حرم حمید صدیقی

غلامانِ شاہ امم آ رہے ہیں
گدایانِ کوئے حرم آ رہے ہیں

گئے تھے گنہگار بن بنکے لیکن
سزاوار لطف و کرم آ رہے ہیں

زیارت کو بیتاب ہے دل یہ سنکر
مرے مخلص و محترم آ رہے ہیں

تجھے اب تک اے دل یقیں کیوں نہیں ہے
تری آرزو کی قسم آ رہے ہیں

پئے ساغر زمزم و جام کوثر
وہی مست با کیف و کم آ رہے ہیں

ضیا بار آنکھیں ہیں روشن جبینیں!
لیے نور صبح حرم آ رہے ہیں

فسردہ دلوں کے لیے حاجی صاحب
مثال نسیم کرم آ رہے ہیں

نظر روح پرور قدم رہبرانہ
بفیضان شاہِ امم آ رہے ہیں

ادھر سے بھی با چشم نم ہی گئے تھے
ادھر سے بھی با چشم نم آ رہے ہیں

نثار ان پہ کونین کی شادمانی
جو دل میں لیے درد و غم آ رہے ہیں

حمید اپنی آنکھوں سے بڑھ کر نگاؤ
در پاک سے وہ قدم آ رہے ہیں

★

جہاں نما

سید سلمان

مغربی تہذیب میں مشرق کی دوشیزہ

یہ نام ہے فاضل علامہ محمد جمیل بہیم کی کتاب کا۔ علمی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اگر ہم یہاں ایک عبارت اس کتاب کی نقل کر دیں۔

"سنہ ۱۹۲۶ء میں امریکی پارلیمنٹ میں نمائندہ خواتین کی تعداد ۱۰۸ تھی۔ بعد کے الکشنوں میں ۱۳۱ تک پہنچ گئی۔ لیکن دیکھتے دیکھتے ان خاتونان مغرب نے ایسا زہد یا پارسائی اختیار کی کہ ان کی تعداد گھٹتے گھٹتے ۹ رہ گئی۔

عورت فقہ اسلامی اور قانون کی کشمکش میں

یہ بھی ایک کتاب کا نام ہے، مولف اس کے ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی ہیں۔ عرب دنیا کے مشہور و معروف ناقد، محقق اور مولف۔ ایک پیرا جس میں تہذیب مغرب کی سچی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اگرچہ یہ صورت نہیں صرف حقیقت ہے۔ پیش ناظرین ہے۔

نیویارک کی تنظیم ازدواج کمیٹی نے گھر سے بھاگنے والے زن و شوہر کی عدد شماری کی اور یہ تعداد سامنے آئی۔

ا۔ سنہ ۱۹۵۲ء کی عدد شماری سے پتہ چلتا ہے کہ امریکی ۷۰ ہزار شوہر اپنی

بیویوں کو چھوڑ کر فرار اختیار کر گئے۔

۲۔ اس کے بالمقابل بھاگنے والی بیویوں کی تعداد صرف ۱۵ ہے۔

امریکا جیسا ترقی یافتہ ملک اور وہاں عورتوں کی یہ بے بسی! "ارے اس نگوڑ مارے نے تو لٹیا ہی ڈبو دی!"

لیکن ان کا کیا کیجئے جن کے ذہن و دماغ سے امریکا اور اس کے حاشیہ بردار وں کی محبت وابستہ اور رگ و ریشہ میں پیوستہ ہے ؎

یہ ڈراما دکھلائے گا کیا سین اب منتظر ہے اس کی نگاہ

اقبالؔ تو انتظار میں ہی جاں بحق ہو گئے۔ اب ہماری آنکھیں کھلی ہیں اور منتظر سین پر آنکھیں ٹھہرانہیں چاہتیں۔

بہترین چائے کا قابل اعتماد مرکز

عباس علاءالدین اینڈ کمپنی

نمبر ۴۴ حاجی بلڈنگ ایس وی ڈی روڈ نل بازار بمبئی نمبر ۳

اسپیشل کمسچر	کپ برانڈ
اسپیشل ممسری	گولڈن ڈسٹ
فلاور بی او پی	ہوٹل کمسچر

TELGRAM: CUPKETTLE

TELEPHONE No 332220

ٹیونس

شاہراہ ترقی پر

حفظ الرحمٰن الاعظمی

ٹیونس شمالی افریقہ میں الجیریا اور لیبیا کے درمیان بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ہے یہ ایک آزاد ملک ہے اور پیمائش کے اعتبار سے شمالی افریقہ کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ اس ملک میں اسلام عرب فاتحین کے ذریعہ ساتویں صدی عیسوی یعنی پہلی صدی ہجری کے اواخر میں پہنچا۔ سنہ ۱۵۷۴ء میں ترکوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ انیسویں صدی کی آٹھویں دہائی کے آخر تک برائے نام اس پر ترکوں کی حکومت تھی۔ سنہ ۱۸۸۱ء میں فرانس نے اس پر حملہ کر دیا اور سنہ ۱۸۸۳ء میں ایک معاہدہ کی رو سے یہ ریاست فرانس کے زیر حفاظت آگئی۔ سنہ ۱۹۵۵ء میں مکمل آزادی اور خودمختاری سے ہمکنار ہو گیا۔ اور جمہوریت کا اعلان جولائی سنہ ۱۹۵۷ء میں کیا گیا۔

ملک کی خصوصیات

ٹیونس گو کہ شمالی افریقہ کا سب سے چھوٹا ملک ہے اور اس میں پہاڑیاں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ لیکن قدرتی حسین و دلکش مناظر جتنے اس ملک میں پائے

جلتے ہیں۔ اس کے پڑوسی ممالک میں نہیں۔ اس کے ساحلی علاقے خوبصورتی میں مشہور ہیں۔ یہاں دلکش اور جاذب نظر تفریح گاہیں بھی ہیں۔ ان میں سے حمامات کا علاقہ جو نرم و ریتیلے ساحل پر واقع ہے خاص شہرت رکھتا ہے۔ وہاں باغات بکثرت ہیں۔ ٹیونس کے باشندے دستکاری میں جو انھوں نے اندلس سے ورثہ میں پائی ہے ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ خصوصاً پتھر پر نقش و نگار بنانے اور تعمیری میدان میں۔

پیداوار

ٹیونس کی پیداوار میں زیتون کا تیل، شراب، انگور، لوہا، رانگا اور فاسفیٹ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ فاسفیٹ یہاں اچھی خاصی مقدار میں نکالا جاتا ہے۔ پوری دنیا کی کانوں میں جتنا فاسفیٹ موجود ہے اس کا ۵ فی صد صرف ٹیونس میں موجود ہے۔

مشہور شہر

ٹیونس کے اہم اور مشہور شہر ٹیونس، صفاقس، بزرت، قابس، قیروان اور سوسہ ہے۔ قیروان وہ اسلامی شہر ہے جس سے مسلمانوں کی ایک سنہری تاریخ وابستہ ہے۔ یہیں سے جانبازوں اور دلیر مجاہدین نے نکل کر جنوبی فرانس میں اسلام کا پرچم لہرایا تھا۔

ٹیونس شاہراہ ترقی پر

ٹیونس نے مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کو جمع کر کے ایک نئی تہذیب کو جنم دیا ہے۔ جس میں جدید و قدیم کا امتزاج ہے۔ مگر عربی اسلامی ثقافت و تمدن جو

روشن اور شاندار اقتدار کی حامل ہے۔ دوسری تمام ثقافتوں پر غالب ہے۔

فرانسیسیوں نے اپنے دور اقتدار میں اسلامی تاریخ کے آثار مٹانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ مسجدوں میں جو اسلامی آثار تھے حتی الامکان اس کے مٹانے کی کوشش خاص طور سے جامع عقبہ بن نافع کے اندرون سائبان اور باہری ستونوں کے اسلامی آثار کو مٹا دیا تھا۔ صدر حبیب بورقیبہ نے ان تمام آثار کو اپنی اصل شکل و صورت میں لانے کا حکم دیدیا ہے۔ اور اس کے لیے لاکھوں دینار کا بجٹ بنایا گیا ہے۔

جدید ٹیونس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ ثقافت، تہذیب کے میدان میں ملک بہت جدوجہد کر رہا ہے بالخصوص قومی ثقافت کے احیا اور مخطوطات کی اشاعت پر مرکوز کئے ہوئے ہے۔ ہر شہر میں ایک لائبریری قائم کی جا رہی ہے۔ جہالت کے مٹانے کے لیے حکومت اسکول و مدارس کے قیام میں بہت فراخدلی اور توجہ سے کام لے رہی ہے۔

FORM IV (SEE RULE 8)

مقام اشاعت : لکھنؤ — وقفہ اشاعت : ماہانہ

پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر پروپرائٹر: محمد ثانی حسنی — قومیت: ہندستانی

پتہ : ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

میں محمد ثانی حسنی بذریعہ تحریر اطلاع کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اعتماد کی حد تک صحیح ہیں۔

دستخط پبلشر : محمد ثانی حسنی

دفتر رضوان، گوئن روڈ لکھنؤ

تہذیب و معاشرت

(۳)

ہارون رشید صدیقی

یکساں کھانے سے اکتاہٹ اور طرح طرح کے کھانوں کی چاہت انسانی فطرت ہے۔ اگرچہ بعض طبائع ایک ہی قسم کا اور بالکل سادہ کھانا کھا کر خدا کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور برسوں کسی نئے کھانے کی خواہش کا اظہار نہیں کرتے، لیکن میں سمجھتا ہوں یہ ان کا مجاہدہ ہے۔ ورنہ انسان برابر ذائقہ بدلتے رہنا چاہتا ہے۔ عموماً لوگ دال سالن میں تنوع چاہتے ہیں۔ روٹی، چاول میں کم، کہیں کے لوگ صرف چاول پسند کرتے ہیں، کہیں کے صرف روٹی۔ یوپی کے لوگ عموماً دونوں چیزوں کے عادی ہیں۔ گھر کی عورتیں یا مطبخ کے منتظمین اگر عقلمند ہیں تو دال، سالن ہی نہیں چٹنی میں بھی تنوع پیدا کیا جا سکتا ہے، آج ہری دھنیا کی چٹنی ہے تو کل لہسن کی، کبھی دھنیا کے دانے ذرا نکھار لیے، اسی طرح کبھی ارہر کی دال ہے تو کبھی ماش کی تو کبھی مسور کی اور کبھی دونوں ملا کر، کبھی ماش کی دال بھگو کر بریاں بنائیے، کبھی کوئی ساگ، کبھی ترکاری، ترکاری اگر خرید کر آتی ہے تو پیسوں کا لحاظ کرتے ہوئے بدل بدل کر ترکاریاں لیتا رہے۔ اور جب خدا نے دیا گوشت پکا لیا۔ گوشت میں بھی کبھی قورمہ ہے تو کبھی قیمہ، کبھی کباب ہیں تو کبھی کوفتہ، کبھی کلیجی منگا لی تو کبھی گردے

سردیوں میں کبھی پائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ تبدیلی روز ہی کی جاتی ہے اور تمام قسم کی چیزیں بالضرور پکائی جائیں۔ بعض گھرانے ایسے بھی تو ہوتے ہیں کہ گھر کے سب ہی لوگوں کو کوئی خاص دال یا خاص ترکاری یا گوشت پسند ہے۔ اور وہ برابر اسی کو پسند کرتے ہیں، ایسی صورت میں سالن بدلنے کی ضرورت ہی کیا۔

لیکن ایک بات یہاں بیان کیے بغیر آگے بڑھنا مناسب نہیں۔ یہ نوع بنوع کھانوں کا فن انھیں پردہ نشین بی بیوں کی میراث ہے۔ یہ جوتی کٹ سڑکوں پر پھرنے والیاں اور دفتروں میں کام کرنے کے بجائے صاحبوں کو خوش کرنے والیاں، ساتھی کلرکوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے والیاں اور ان کو رشوت پر مجبور کرنے والیاں اولاً تو کھانا پکاتی ہی نہیں اور اگر پکایا بھی تو کوکر میں ابال لیا اور بس۔

آج معقول ملازمتوں پر فائز حضرات اگر پردہ نشین، خانہ داری سے واقف اور سلیقہ مند عورتوں کی نعمت سے محروم ہیں۔ تو وہ مع خاندان چائے کی دوکانوں اور ہوٹلوں کا چکر لگاتے، اپنی کمائی اڑاتے، پھر بھی واقعی لذیذ اور مفید کھانے نہیں پاتے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمارے جو بھائی محنت مزدوری کر کے آٹا دال بھر کے پیسے یومیہ لاتے ہیں اور اپنے خاندان کا پیٹ پالتے ہیں اور کبھی کبھی بھوکے ہی سو جاتے ہیں۔ وہ یوں سوچیں کہ ہم کو ہر قسم کے کھانے کہاں نصیب۔ اس طرح سوچنے سے ناشکری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ شکران نعمت سے نعمت میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اور ناشکری سے نعمت چھین لی جاتی ہے۔ اس لیے ہر حال میں راضی ہی نہیں خوش بھی رہنا چاہیے۔ اور یوں سوچنا چاہیے کہ اللہ کے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، متعدد صحابہ کرام رض

اور اکثر بزرگان دین نے کبھی کبھی کے فاقے کو پسند فرمایا ہے۔ بس یہ سوچ کر تو خوش ہی ہونا چاہیے، پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دنیوی نعمتوں میں ہمیشہ اپنے سے کمتر کو دیکھنا چاہیے۔ اور کوئی فرد ایسا نہیں ہو سکتا جس سے کم درجہ کا اور کوئی نہ ہو۔ اس طرح سوچنے سے زبان شکر ادا کرتی ہے۔

ہم کو یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ ہم دنیا میں کیوں بھیجے گئے ہیں۔ اگر ہم ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ تو یہ کبھی کبھی کا فاقہ ہماری زندگی کے مقصد میں معاون ہوگا۔

بچوں کے لیے

مزیدار باتیں

مولانا مقبول احمد سیوہاروی

حضرت محمدؐ کو اپنے باپ عبد اللہ کے مال میں سے جو چیزیں ملی تھیں ان میں ایک خدمت کرنے والی عورت بھی تھی۔ جس نے حضرت محمدؐ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ ان کا نام تھا "ام ایمن" جب تک رسول اللہ اس دنیا میں رہے ام ایمن بھی زندہ رہیں۔ حضرت محمدؐ جوان ہوئے اور اللہ نے انھیں اپنا رسول بنالیا تو ایک دن ام ایمن رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ ان کی بڑی خاطر کرتے تھے اور ان کی تعظیم بھی کرتے تھے۔ اس لیے کہ انھوں نے رسول اللہ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

ام ایمن بولیں یا رسول اللہ مجھے ایک اونٹ دے دیجیے۔ رسول اللہ نے فرمایا میں تمھیں ایک اونٹ کا بچہ دیدوں گا۔

ام ایمن بولیں میں کیا کروں گی اونٹ کا بچہ لے کر۔

رسول اللہ نے فرمایا "ام ایمن! ہر اونٹ اونٹ ہی کا تو بچہ ہوتا ہے" یہ سنکر ام ایمن ہنس پڑیں۔ اور خوش خوش چلی گئیں۔

ایک دفعہ کی بات ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں بیٹھے تھے۔ باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت نے فرمایا جو جنت میں جائے گا جس چیز کو چاہے گا جنت میں اسے مل جائے گی۔ کھانے کی چیز ہو یا

پینے کی چیز، اور اگر پھلوں کا جی چاہے گا تو پھل، پکوان کو جی چاہے گا تو پکوان، مٹھائی کو جی چاہے گا تو مٹھائی۔ پرندوں کے گوشت کو جی چاہے گا تو پرندوں کا گوشت۔ غرض ایسی کوئی چیز نہ ہوگی جس کو جی چاہے اور جنتی کو نہ ملے۔ جنت میں ایک آدمی اللہ سے کہے گا یا اللہ میرا جی تو کھیتی کرنے کو چاہتا ہے مگر ایسی کھیتی کہ ادھر میں بیج ڈالوں ادھر اگ آئے، اور جھٹ پٹ گیہوں، جو یا جس چیز کا بیج ڈالوں تیار ہو جائے۔ اللہ فرمائے گا کیا اب تک تیرا جی کھیتی کرنے سے نہیں بھرا۔ اچھا کھیتی کرے۔ وہ دانہ ڈالے گا۔ پل بھر میں دانہ اگ آئے گا اور تیار بھی ہو جائے گا۔

مجلس میں ایک دیہاتی بدو بھی بیٹھا تھا۔ بولا یہ بات تو کسی قریشی یا انصاری کو حاصل ہوگی، ہم بے چارے بدو تو کھیتی باڑی جانتے ہی نہیں۔

یہ سنکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مجلس میں جتنے آدمی تھے ہنسنے لگے

کر ٹھیک ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

ج : اس کی کوئی اصل نہیں، نہ کوئی دن نحوس ہے اور نہ کوئی مہینہ اور نہ کوئی تاریخ۔

س : بعض کہتے ہیں کہ جس تاریخ میں چاند عقرب میں ہوتا ہے وہ تاریخ منحوس ہوتی ہے اس روز سفر کرنا یا اس تاریخ میں نکاح کرنا وغیرہ ٹھیک نہیں اسکا شرعاً کیا حکم ہے۔

ج : اسکی بھی شرعاً کوئی اصلیت نہیں۔ تمام تاریخیں اور تمام مہینے اور تمام دن یکساں ہیں باعتبار عبادت

صدقہ خیرات کے لحاظ سے رمضان المبارک کا مہینہ افضل ہے

سوال و جواب

آپ پوچھیں ہم جواب دیں

مولانا خطیب احمد صاحب ندوی

رضوانہ پروین۔ بھدیواں لکھنؤ

س : جنوں کے بارے میں ہم کو کیا عقیدہ رکھنا چاہئیے۔ کیا عمل سے جن قبضہ میں آجاتے ہیں اور کیا اس طرح جن کو قبضہ میں کر لینا درست ہے؟

ج : جنات بھی خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں، وہ بھی عبادت کرتے ہیں۔ دنیا میں رہتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں۔ نیک اور بد ہوتے ہیں۔ بس یہی عقیدہ رکھنا چاہیے۔ بعض عامل عمل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنات قبضہ میں آجاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ انسان کو اس میں نہیں پڑنا چاہئیے۔ اتنا وقت خدا تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرنا چاہیے تاکہ آخرت کے لیے کچھ توشہ تیار ہو سکے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکے۔

س : بعض امراض میں یا بعض زہریلے جانوروں کے کاٹنے میں جیسے بچھو کے ڈنک مارنے یا سانپ کے کاٹنے پر لوگ جھاڑ پھونک کرتے ہیں